لندن انتخابات: ''پرائی جنج احمق نچے''

تحریر: سہیل احمد لون

5 مئی لندن میں سیاسی درجہ حرارت کے ساتھ ساتھ موسم بھی گرم رہا۔لندن کی عوام نے حسب روایت انتخابات میں اتنی گرم جوشی نہیں دکھائی،ٹرن اوور 45فیصد تھا جو گزشتہ میئر کے انتخابات سے 7فیصد زیادہ تھا۔ان انتخابات میں خاص اور دلچسپ بات یہ تھی کہ لیبر پارٹی جو گزشتہ دو انتخابات میں کنزرویٹو پارٹی کے بورس جانسن کے ہاتھوں شکست کھا چکی تھی اس مرتبہ انہوں نے Ken Livingstone کی بجائے ایک پاکستانی نژاد صادق خان کو زیک گولڈسمتھ سے سیاسی پنجہ آزمائی کے لیے میدان میں اتارا۔صادق خان نے سابقہ ریکارڈ توڑتے ہوئے 13لاکھ سے زائد ووٹ لے کر کامیابی حاصل کی۔لندن میئر کی تاریخ کوئی زیادہ پرانی نہیں 2000ء میں پہلی مرتبہ میئر کے انتخابات ہوئے جس میں آزاد امیدوار Ken Livingstone نے لیبر اور کنزرویٹو جیسی بڑی سیاسی جماعتوں کے امیدواروں کو ہرا دیا۔2004ء میں Ken Livingstone لیبر پارٹی کے پلیٹ فارم سے انتخابات میں حصہ لیکر کامیاب ہوئے۔2008ء میں کنزرویٹو پارٹی کے بورس جانسن نے Livingstone کو ہیٹ ٹرک کرنے سے روکا اور جیت کر پہلی مرتبہ کنزرویٹو پارٹی کا میئر ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔بورس جانسن کو انتخابات میں ایک electable کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے۔جس کا ثبوت انہوں نے 2012ء کے انتخابات میں ایک مرتبہ پھر لیبر پارٹی کے Ken Livingstone کو ہرا کر دیا۔کین لیونگ سٹن کو دو مرتبہ انتخابات لگاتار جیتنے اور دو بار مسلسل ہارنے کا اعزاز حاصل ہے۔بورس جانسن کی عوامی مقبولیت دیکھ کر اسے سیاست کی لمبی ریس میں دوڑانے کا فیصلہ کیا گیا اور اس مرتبہ وہ میئر کے انتخابات میں حصہ لیتے نظر نہیں آئے اور آئندہ عام انتخابات میں وہ ڈیوڈ کیمرون کی جگہ پارٹی قیادت سنبھالتے دکھائی دے رہے ہیں۔ویسے بھی پانامہ لیکس کے بعد کیمرون کی مقبولیت کا گراف متاثر ہوا ہے ان حالات میں مستقبل میں پارٹی کی قیادت کیلئے بورس جانسن سے بہتر کوئی امیدوار فی الحال دکھائی نہیں دے رہا۔بورس جانسن اگر میئر کے انتخابات میں حصہ لیتے تو ان کی ہیٹ ٹرک کے امکانات بہت زیادہ تھے۔صادق خان کو لندن کا پہلا مسلمان میئر بننے کا اعزاز حاصل ہوا۔ان کی کامیابی کو وطن عزیز میں بھی بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔دیسی میڈیا نے تو رپورٹنگ اس انداز سے کی کہ گمان یہ ہونے لگا کہ صادق خان لندن کے نہیں بلکہ لاہور کے میئر منتخب ہوئے ہیں اور انکی سیاسی جماعت لیبر پارٹی نہیں بلکہ نون لیگ ہے۔اسی طرح ہارنے والے امیدوار زیک گولڈ سمتھ کو کنزرویٹو پارٹی کا امیدوار کم اور جمائما کا بھائی کا ہونے کے ناطے تحریک انصاف سے جوڑ دیا گیا۔لندن میئر کے انتخابات میں ولایت میں اتنا جوش جذبہ نظر نہیں آیا مگر سوشل میڈیا اور دیسی میڈیا کی حالت دیکھ کر ایسا محسوس ہوا کہ صادق خان کامیاب ہو کر داتا دربار چادر چڑھانے کی بعد میاں برادران سے حلف لینے جاتی عمرہ حاضر دیں گے۔صادق خان کی کامیابی واقعی ہی خوش آئند ہے اور پاکستانیوں اور مسلمانوں کے لیے باعث فخر بھی۔مادر جمہوریت برطانیہ میں پیدا ہو کر ایک سیاسی ورکر کی حیثیت سے سیاسی سفر کا آغاز کرنے

والے صادق خان جن کا فیملی بیگ گراؤنڈ نہ ہی سیاسی تھا اور نہ بہت پیسے والا۔ صادق خان کی میئر تک اپنی قابلیت اور میرٹ کی بنیاد سے پہنچے ہیں ان کی جیت پر دھمال ڈالنے والے اس بات کو نہ بھولیں کہ وہ اپنی سیاسی جماعت کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے اپنے منصب کے فرائض سرانجام دیں گے۔ اگر تعصب کی عینک لگا کر ووٹ دیے جاتے تو مسلمان یا پاکستانی نژاد کی تعداد اتنی نہیں کہ وہ صادق خان کو اپنے ووٹ سے کامیاب کروا سکتے۔ ان کو پڑنے والے ووٹوں میں ایک ملین سے زیادہ ووٹ غیر مسلم یا غیر پاکستانی نژاد نے صادق خان کے حق میں کاسٹ کیے ہیں۔ یہی اصل جمہوریت کا حسن ہے۔ لندن کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں تقریباً تین سو زبانیں بولنے والی مختلف قومیں آباد ہیں۔ گزشتہ چند برسوں سے یہاں بسنے والی مسلم کمیونٹی بین الاقوامی دہشت گردی اور شدت پسندی کی وجہ سے کافی دباؤ کا شکار ہے۔ یورپی یونین سمیت موجودہ برطانوی حکومت کی کچھ پالیسیوں سے بھی ایسا تاثر ملنا شروع ہو گیا تھا کہ مسلم کمیونٹی کو شاید دیوار سے لگایا جا رہا ہے مگر صادق خان پر لندن کی عوام نے بھرپور اعتماد کر کے تمام خدشات وقتی طور پر کم کر دیے ہیں۔ برطانوی حکومت اور اسٹیبلشمنٹ کے لیے صادق خان کا جیتنا کافی سود مند ثابت ہو گا۔ لیبر پارٹی کے موجودہ رہنماء جرمی کوربن اینٹی اسٹیبلشمنٹ ہیں اور وہ ملکہ کو بھی نہیں مانتے۔ اگر صادق خان اپنے وعدے وفا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو عوامی اعتماد ان پر اور بڑھ جائے گا جس کے نتیجے میں اس بات کا امکان بھی موجود ہے کہ مستقبل میں لیبر پارٹی کی باگ ڈور صادق خان کے ہاتھ میں آ جائے۔ برطانیہ میں کام اور حقوق کے یکساں مواقع کا قانون ہے جس پر بظاہر عمل درآمد کروانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جہاں مسلم کمیونٹی کے خلاف شدت پسندی کا ایک لیبل لگانے کی کوشش کی جاتی رہی ہے اسی دوران مسلم کمیونٹی نے اپنے آپ کو معاشرے کا فعال شہری ثابت بھی کیا ہے۔ بنگالی نژاد نادیہ حسین نے گزشتہ برس Baking میں ایوارڈ جیتا جس کے بعد ملکہ کی 90ویں سالگرہ کے موقع پر نادیہ حسین سے کیک بنوایا گیا۔ الجیریا کے فٹ بالر ریاض محرز کو PFA پلیئر آف دی ائیر کا ایوارڈ ملا۔ الجزائر کی مسلمان خاتون Malia Bouattia اس وقت نیشنل یونین آف سٹوڈنٹس کی صدر منتخب ہیں۔ برطانیہ میں مسلمان اقلیت میں ہیں اس کے باوجود میرٹ کی بنیاد پر کلیدی عہدوں پر پہنچ جاتے ہیں۔ برطانیہ کے پاس لکھا ہوا دستور نہیں مگر اس کے باوجود تمام لوگوں کو زندگی میں آگے بڑھنے کے یکساں مواقع مہیا کیے جاتے ہیں۔ عوام انسان کا کردار اور قابلیت کو دیکھتے ہیں مذہب، نسل، سرمایے کو نہیں ورنہ زیک گولڈ سمتھ کو طاقتور یہودی لابی جتوا دیتی۔ صادق خان کو تو لندن کی عوام نے ووٹ دے کر جتوا دیا مگر حیرانگی اس بات کی ہے کہ پاکستان میں نون لیگ ایسا تاثر دیتی نظر آتی ہے جیسے وہ شیر کے انتخابی نشان سے جیتا ہو۔ قومی اسمبلی کا سپیکر بھی یہ کہہ رہا ہے کہ صادق لندن میں ہو یا لاہور میں پی ٹی آئی پر بھاری ہے۔ جہاں سیاسی رہنماؤں کی یہ سوچ ہے وہاں سیاسی ورکرز کا اللہ ہی حافظ۔ ان کو لندن کے میئر کی خوشی منانے کی بجائے لاہور کراچی میں چنے گئے میئرز کو کام پر لگانا چاہیے۔ برطانیہ کی ہر لوکل کونسل کا میئر ہوتا ہے اور یہ اعزاز ہوتا ہے مگر اس کے پاس اختیارات یا سرکاری بجٹ نہیں ہوتا۔ لندن کے میئر کے اختیارات بڑے محدود ہوتے ہیں اور بجٹ بھی اتنا نہیں ہوتا کہ وہ شہباز شریف کی طرح پل اور انڈر پاس بنانا شروع کر دے مگر سیاسی لحاظ سے اس کا مقام اور عہدہ بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب کوئی سٹیٹ گیسٹ ملکہ سے ملنے آتا ہے تو میئر آف لندن بھی سرکاری طور پر مدعو کیے جاتے ہیں۔ میئر بننے کے بعد صادق خان اپنے منشور پر عمل تو کر سکتے ہیں لیکن یہ ممکن نہیں کہ وہ پاکستانی یا

مسلم کمیونٹی کے لیے اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کریں۔ برطانیہ نے ایک پاکستانی نژاد بس ڈرائیور کے بیٹے کو لندن جیسے تاریخی شہر کا میئر بنا کر جمہوری ملک ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ صادق خان کی جیت پر بغلیں بجانے والے کیا پاکستان کے آئین میں ایسی ترمیم کی جرات کر سکتے ہیں کہ وہاں بھی کسی فرقے، مذہب، رنگ یا نسل کا انسان میرٹ پر کلیدی عہدے تک پہنچ سکے۔ اگر ہم وطن عزیز میں ایسا نہیں کر سکتے تو لندن میں صادق خان کے میئر منتخب ہونے پر بھنگڑے ڈال کر منافقت کا ثبوت دے رہے ہیں۔ بلاشبہ لندن کا میئر بنا صادق خان کے سیاسی کیریئر میں ایک سنگ میل ثابت ہوگا ان کی کامیابی سے برطانیہ میں مقیم پاکستانی کمیونٹی کو یہ سوچنا چاہیے کہ جس ملک میں رہتے ہیں اس کی سیاست میں فعال رہنا زیادہ دانش مندی ہے چہ جائیکہ برطانیہ میں بھی پاکستانی سیاسی جماعتوں کے جھنڈے اٹھا کر آپس میں جھگڑتے رہیں۔ پاکستان میں صادق خان کے میئر بننے کی خوشی منانے سے فارغ ہو کر اس بات پر بھی دھیان دیں کہ پاکستان میں کسی بس ڈرائیور کا بیٹا جس کا تعلق اقلیتی کمیونٹی سے ہو کسی با اثر سرمایہ دار اور اکثریتی کمیونٹی سے تعلق رکھنے والے کو انتخابی معرکے میں ہرا کر کسی کلیدی عہدے پر کیوں نہیں پہنچ سکتا؟ کیا صادق خان کے بعد لاہور کا میئر بھی منتخب ہو جائے گا یا ابھی مسلم لیگ نون 'پرائی جنج احمق نچے' والے محاورے پر کاربند رہے گی۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

07-05-2016